بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان.........۲

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت	ادا کر چکی فرض اپنی رسالت

نعمت قرآن

(خطاب)

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ

حضرت کا یہ بیان ۱۰/محرم الحرام ۱۳۳۴ھ بروز جمعہ بمقام رائے پور معلمین مدارس قرآنیہ، اہل علم اور دیگر حضرات کے مجمع میں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

جتنی نعمت کسی کو دی جاتی ہے اتنا ہی بوجھ اٹھانا ہوتا ہے، سپاہی پر بار ہوگا سپاہی کا، وزیر پر بار ہوگا وزارت کا، تو جب حافظ کو سینہ رسول اکرم ﷺ کے سینہ کے مشابہ ملا ہے تو خدمت بھی اتنی ہی کرنی پڑے گی۔

اور خدمت یہ ہے کہ جو نعمت یعنی قرآن تم کو ملی ہے وہ دوسروں تک پہنچاؤ اور اس کی اشاعت کرو۔

دنیا کی عزت اور آخرت کی عزت اس میں ہے کہ فقر و فاقہ پر قناعت کرو، اور اللہ کے واسطے اس کی اشاعت کرو کہ کسی طرح لوگوں کو یہ پہنچ جائے۔

پیراگراف

از بیان حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى... اَمَّا بَعْدُ!

قرآن سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ حافظ کے والدین کو قیامت کے دن موتیوں کا تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی تو جب والدین کو جو وسیلہ بنے ہیں تعلیم قرآن کے، یہ انعام ملے گا تو حافظ کو کیا اجر ملے گا اسی پر قیاس کرلیا جائے۔

فکر کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے اندر بل کہ آخرت کے اندر بھی قرآن سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ بصیرت دے وہ خوب سمجھ سکتا ہے۔

قرآن کی ناقدری کفرانِ نعمت ہے

پس حق تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت کی قدر نہ کرنا بڑا کفران نعمت ہے، اسی واسطے ناقدر شخص کی نسبت حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ نااہل کو علم سکھلانا ایسا ہے جیسے کہ خنزیر کو موتیوں کا ہار پہنانا، بھلا خنزیر کی صورت پر موتیوں کا ہار کیا نچے گا؟

حقیقت میں سوچ کر دیکھ لیجیے کہ یہ قرآن پاک کیا شئی ہے؟ حضور تو اس کے لانے والے ہیں اور حق تعالیٰ کا کلام ہے لہٰذا اس نعمت کا کوئی مول (قیمت) نہیں، اتنی بڑی نعمت کی قدردانی نہ کرنا بڑا کفران نعمت ہے۔

قرآن والا سینہ حضور ﷺ کے سینہ کے مشابہ ہے

سمجھتے بھی ہو؟ جس سینہ میں قرآن شریف بھرا ہو، وہ کس سینہ کے مشابہ ہے؟

وہ حضور ﷺ کے سینہ کے مشابہ ہے۔

پس جس کو حق تعالی نے یہ نعمت عطا فرمائی ہو اسے چاہیے کہ تمام دنیا سے مستغنی ہوجائے، پس اگر وہ پانچ دس روپیہ کی آمدنی والوں کا محتاج بنا رہے تو یہ قرآن کی ناقدر دانی ہے، پس جو کوئی اس نعمت کو حاصل کرے اس کو فقر و فاقہ پر قناعت کرنا چاہیے، اس کو طالب دنیا نہ بننا چاہئے بل کہ اس کی یہ شان ہو کہ اس نعمت کو لے کر دنیا ومافیہا سے مستغنی ہوجائے۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کی مشکل ہے

جتنی نعمت کسی کو دی جاتی ہے اتنا ہی بوجھ اُٹھانا ہوتا ہے۔ سپاہی پر بار ہوگا سپاہی کا وزیر پر بار ہوگا وزارت کا، تو جب (حافظ کو) سینہ رسول اکرم ﷺ کے سینہ کے مشابہ ملا ہے تو خدمت بھی اتنی ہی کرنی پڑے گی اور خدمت یہ ہے کہ جو نعمت (یعنی قرآن) تم کو ملی ہے وہ دوسروں تک پہنچاؤ، اور اس کی اشاعت کرو۔

اس زمانے میں اشاعت کی بہت ضرورت ہے

دنیا کی عزت اور آخرت کی عزت اس میں ہے کہ فقر و فاقہ پر قناعت کرو، اور اللہ کے واسطے اس کی اشاعت کرو کہ کسی طرح لوگوں کو یہ پہنچ جائے۔

دنیا اور اہل دنیا اس کے مخالف ہیں۔ یہاں تک اثر ہے کہ دنیا کے مقتداؤں کا یہ خیال ہے کہ کیا قرآن پڑھا کر مسجد کا ملا بنانا ہے۔

چنانچہ اس زمانے میں کوئی شخص بڑے لوگوں میں سے اس کا مددگار نہیں۔ غیر مذہب کے لوگ بھی اور اہل مذہب بھی سب مخالف نظر آتے ہیں۔

بعض کا خیال یہ ہے کہ جو لوگ حدیث فقہ پڑھ رہے ہیں وہ بڑا کام کر رہے

ہیں (صحیح ہے مگر سوچنے کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکان بناوے خواہ دومنزلہ، چار منزلہ یا پانچ منزلہ، کتنا ہی بلند لے جاوے کیسی ہی زیب وزینت کرے، شیشہ وقنادیل لگادے۔ گو ظاہر بین کو یہ مکان اچھا معلوم ہو لیکن سوچنے والا جانتا ہے کہ بنیاد قائم ہے تو سب کچھ قائم ہے (ورنہ کچھ بھی نہیں)

اسی طرح جتنے علوم قرآنی ہیں وہ سب قرآن ہی پر قائم ہیں، ان الفاظِ قرآن ہی کی بدولت سارے علوم قائم ہیں، اگر یہ الفاظ نہ رہیں تو سارے کے سارے دیکھتے رہ جائیں۔

اشاعت قرآن کی قیمت اللہ کی رضا ہے

گو ہماری نظروں میں یہ تھوڑا کام ہے لیکن اگر خدانہ خواستہ یہ الفاظ نہ رہیں تو تمام علوم منہدم ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ تورات وانجیل کا پتہ نہیں کیوں کہ ترجمہ ہو کر اصل کا خیال نہیں رکھا گیا۔

یہ الفاظ قرآن بنیاد ہیں سب علوم کی، اس لیے شکر اس نعمت کا یہ ہے کہ تم فاقہ سے مرو لیکن اس کو پھیلاؤ، اپنی نیت کو درست کرلو، محض اللہ کی رضا اس کی قیمت ہے، سو اس نعمتِ قرآن کا بدلہ سودوسوروپیہ نہیں ہے، اس کا بدلہ اگر ہے تو رضائے حق تعالیٰ ہے، قرآن کا پھیلانا، تعلیم کا پھیلانا اسی امید پر ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

تنخواہ تعلیم کا بدل ہرگز نہیں

پس کام تو اللہ کے واسطے کریں اور اس کی رضامندی کے واسطے کریں، اب اگر اللہ تعالیٰ بندوں کے ذریعہ روزی پہنچائیں تو یہ اس کا انعام ہے، اس کو تنخواہ نہ سمجھو۔

جیسے مجاہد اللہ تعالیٰ کے واسطے جان دیتا ہے اور شہید ہوتا ہے، اگر شہادت ہو بلکہ غنیمت مل جائے تو بھی غازی ہوتا ہے، لیکن اگر غنیمت کی ہوس میں جہاد کرتا ہے تو

شہادت نہیں ہوتی۔

خادم قرآن کی ضروریات کا تکفل ہوتا ہے

اس لیے اخلاص کو قلوب میں جمالیں اور جو بندہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتا ہے اور قلب کو اس کی طرف لگالیتا ہے پھر وہ کیوں کرنا امید ہوسکتا ہے۔غرض اخلاص ہونا ضروری ہے بلا اخلاص کے وہی مثال ہے جیسا کہ خنزیر اور موتیوں کے ہار کی، جو قرآن مجید کا قدرداں نہیں ہوتا وہ وہ ذلیل ہوتا ہے **خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ** (سورۂ حج:۱۱) اور جن کو دنیا طلبی مقصود نہیں ہوتی وہ خداوند کریم کے نزدیک دنیا میں بھی ممتاز ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی اور خدا چاہے تو اس کو فقر وفاقہ آتا ہی نہیں، جنہیں تم محتاج دیکھتے ہو در اصل ان کو قرآن کی قدر ہی نہیں۔

اب اللہ تعالی سے دعا کرو کہ اللہ تعالی ہماری نیتوں میں اخلاص دے اور اپنے قرآن کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہمیں تلقین فرمائے۔

اللہ تعالی ہم سب کو اخلاص نصیب فرمائے، اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ